المحیط البرھانی

وہ کتابیں اپنے آباء کی......اس عنوان کے تحت اسلام کے مصادر ومراجع میں سے کسی ایک کتاب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس بار فقہ حنفی کی مشہور کتاب "المحیط البرھانی" کا تعارف نذر قارئین ہے..............(مدیر)

مفتی محمد ساجد میمن

کچھ مصنف کے بارے میں:......آپ کا نام نامی، نسب گرامی محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد بن الصدر الکبیر برہان الدین عبدالعزیز بن عمر بن مازہ اور لقب برہان الدین ہے، ائمہ کبار اور فقہائے نامدار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۵۵۱ھ میں مرغینان میں ہوئی۔

حصول علم اور اساتذہ:......اپنے زمانے کے جید اور ممتاز علماء اور مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور علم حاصل کیا، آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد الصدر السعید، چچا الصدر الشہید حسام الدین شامل ہیں۔ ۶۰۳ھ میں حج کی نیت سے حرمین شریفین کا رخت سفر باندھا، اس دوران علمائے حرمین سے بھی خوب علمی استفادہ کیا، آپ کا گھرانہ "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" کا مصداق تھا، آپ کے والد، چچا، دادا، نانا اور چچازاد بھائی وغیرہ حضرات کا شمار اپنے زمانہ کے نابغۂ روزگار ہستیوں میں ہوتا تھا، ان تمام حضرات سے آپ نے کسب علم کیا۔

آپ تاحیات درس وتدریس، فتاویٰ نویسی اور تصنیف وتالیف میں مشغول رہے اور علماء وطلبہ کو مستفید کرتے رہے، آپ سے ہزاروں کی تعداد میں علماء وطلبہ نے استفادہ کیا، جن میں آپ کے صاحبزادے صدر الاسلام طاہر بن محمود بھی شامل ہیں۔

وفات:......۶۱۶ھ کو ۶۵ سال کی عمر میں علم کا یہ آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔

(الفوائد البھیة :ص ۲۰۵، کشف الظنون:۲۰۵/۳، حدائق الحنفیه: ص۲۶۹)

علمی مقام ومرتبہ:......علامہ کفویؒ نے "أعلام الأخیار" میں فقہائے احناف کے پانچ طبقات ذکر کئے ہیں اور صاحب محیط برہانی کو طبقہ ثانیہ میں امام طحاویؒ، امام کرخیؒ اور امام حلوانیؒ وغیرہ کی صف میں ذکر کیا ہے۔(النافع الکبیر: ص۸)

جب کہ ابن کمال پاشاؒ نے فقہائے احناف کے سات طبقات ذکر کئے ہیں اور صاحب محیط کو طبقہ ثالثہ یعنی "طبقة المجتهدين في المسائل" میں شامل کیا ہے۔ (التعليقات السنية على الفوائد البهية: ص ٢٠٥)

تصنیفات وتالیفات:...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو فقہ کا خصوصی ذوق اور فقہ میں مہارت کاملہ عطا فرمائی تھی، جس کا واضح ثبوت آپ کی تصانیف ہیں، آپ نے فقہ حنفی میں گراں قدر کتابیں لکھیں، لیکن افسوس کہ ان میں سے ایک بھی کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر نہ آسکی!!

(١)...... تتمة الفتاوىٰ......(٢)...... التجريد البرهاني في فروع الحنفية......(٣)...... ذخيرة الفتاوىٰ مشهور ب الذخيرة البرهانية......(٤)...... شرح أدب القاضي للخصاف...... (٥)...... شرح الجامع الصغير للشيباني في الفروع ......(٦) شرح الزيادات للشيباني......(٧)......الطريقة البرهانية......(٨)...... فتاوىٰ البرهاني......(٩) ...... الواقعات في الفقه......(١٠) ......الوجيز في الفتاوىٰ ......(١١)...... المحيط البرهاني في الفقه النعماني، اس وقت یہی کتاب ہمارے زیر تبصرہ ہے۔

زیر تبصرہ کتاب "المحیط البرہانی":...... محیط برہانی کا شمار فقہ حنفی کی جلیل القدر اور عظیم الشان کتب میں ہوتا ہے اور اگر اسے فقہ حنفی کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کتاب کے صرف اہم مسائل کی تعداد کو دیکھا جائے جنہیں مرقم کیا گیا ہے تو وہ ۲۱،۴۳۹ ہے، ان میں سے ہر اہم مسائل کے تحت دسیوں جزئیات ہیں، اس طرح یہ کتاب کئی ہزار مسائل کا مجموعہ اور اسم بامسمیٰ ہے۔

کتاب کا نام اور وجہ تسمیہ:...... مصنفؒ نے "خطبة الكتاب" میں کتاب کا نام "المحيط" ذکر کیا ہے، جس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ مصنف نے اپنی اس تصنیف میں دیگر کتب کے مسائل، فتاویٰ اور فوائد فقہیہ کا احاطہ کیا ہے۔ البتہ "کشف الظنون" میں اس کتاب کا نام "المحيط البرهاني في الفقه النعماني" مذکور ہے، جبکہ بعض کتابوں میں صرف "المحيط" مذکور ہے۔

اس اختلاف نام کی وجہ یہ سمجھ آتی ہے کہ مصنفؒ نے تو اپنی اس کتاب کا نام "المحيط" رکھا تھا لیکن بعد میں مختلف فنون میں "المحيط" نام کی کتب آگئی تو اشتباہ سے بچنے کے لئے مصنف کی وفات کے بعد "البرهاني" کا اضافہ کردیا تاکہ دیگر کتب سے امتیاز ہو جائے۔

لفظ "المحيط" کا معنی: فقہاء کی اصطلاح میں "المحيط" اس کتاب کو کہتے ہیں "جس میں فقہ کے اکثر مسائل مع اصول وفروع امام محمد کی کتب ستہ مبسوط، جامع کبیر، جامع صغیر، سیر صغیر، سیر کبیر اور زیادات کے حوالے سے مذکور ہوں، اس کے ساتھ ساتھ کتب نوادرات، علماء کے فتاویٰ، فوائد فقہیہ، نکات غریبہ اور پیش آمدہ مسائل کا حل بھی مذکور ہو۔"

زیر تبصرہ کتاب "المحيط البرهاني" مذکورہ بالا تعریف کا بالکل صحیح مصداق ہے کہ اس کتاب میں مصنفؒ نے امام ابوحنیفہ سے لے کر اپنے زمانہ تک جتنی اہم فقہی تصانیف تھیں ان کے مسائل کو بہترین اسلوب اور مرتب انداز میں جمع کردیا ہے۔

سببِ تالیف:......مقدمہ میں کتاب کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے مصنف ؒ لکھتے ہیں: "لم یزل العلم موروثًا من الأول للآخر، ومنقولًا من کابر إلى کابر، حتى انتهى إلى صدوري، وأسلافي السعداء [الشهداء]، تغمدهم الله تعالى بالرحمة والرضوان. فكلهم -رضوان الله تعالى عليهم أجمعين- شرحوا ما بقي من الفقه مجملًا، وفتحوا ما ترك مقفلًا، فمصنفاتهم متداولة بين الورى، يستعان بها عند إتقان الفتوى.

وقد وقع لي في رأيي أن أتشبه بهم بتأليف أصل جليل يجمع فيه جل الحوادث الحكمية، والنوازل الشرعية، ليكون عونًا لي حال حياتي، وأثرًا حسنًا لي بعد وفاتي...... وقد انضاف إلى هذا الرأي الصائب التماس بعض الأخوان، فقابلت التماسهم بالإجابة. وجمعت مسائل المبسوط، والجامعَين، والسيَر، والزيادات، وألحقت فيها مسائل النوادر، والفتاوى، والواقعات، وضممت إليها من الفوائد التي استفدتها من سيدي، ومولاي والدي - تغمده الله تعالى بالرحمة - والدقائق التي حفظتها من مشايخ زماني، وفصّلت الكتاب تفصيلًا، وجنّست المسائل تجنيسًا، وأيّدت أكثر المسائل بدلائل عول عليها المتقدمون، واعتمد [عليها] المتأخرون، وعملت فيه عمل من طبّ لمن أحب، وسميت الكتاب بـ "المحيط". (خطبة الكتاب: ۱/۱۵۹)

مصنف نے اس کتاب کی جو وجہ تالیف ذکر کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اکابر کی اتباع کرتے ہوئے ایک ایسی کتاب لکھیں جو تمام مسائل فقہ کی جامع ہو اور زمانہ کی تبدیلی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ احکام میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے ان کا بھی ذکر ہو۔ آپ نے اپنی اس تالیف میں مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر کبیر، سیر صغیر اور زیادات کے مسائل کو جامع کیا ہے اور اس کے ساتھ مسائلِ نوادرات اور مشائخ کے فتاویٰ کا بھی ذکر کیا ہے اور اپنے والد محترم سے جو فقہی فوائد حاصل کئے تھے، ان کو اور اپنے زمانہ کو فقہاء و مشائخ کے فقہی نکات کو بھی کتاب کی زینت بنایا ہے۔

محیط برہانی کا صحیح مصداق:......اکثر علماء اور مشائخ سے محیط برہانی اور اس کے مصنف کی بابت سہو ہوا ہے، علامہ قرشیؒ نے الجواهر المضیئۃ میں اور حاجی خلیفہؒ نے کشف الظنون میں "محیط رضوی" کو شمس الائمہ سرخسیؒ کی تالیف قرار دیا ہے، جب کہ فیض الباری (۳/۲۶۸) میں "محیط برہانی" کی نسبت شارح وقایہ کے دادا کی طرف کی گئی ہے، جب کہ بعض کتب میں محیط کبیر کا اطلاق محیط سرخسی پر کیا گیا ہے، جب دیگر بعض حضرات نے محیط برہانی کا مصنف علامہ رضی الدین سرخسیؒ کو قرار دیا ہے۔

یہ تمام باتیں خلاف حقیقت ہیں اور اس بابت ان علماء و مشائخ کو تسامح ہوا ہے، اس تسامح کی جو وجوہات سامنے آئیں ذیل میں ان کو ذکر کیا جاتا ہے، جس سے اصل حقیقت واضح ہو جائے گی:

(۱)......صاحب محیط برہانی اور علامہ رضی الدین سرخسیؒ دونوں ہم عصر ہیں اور دونوں کی "المحیط" نام سے تالیف موجود ہے، جس کی بناء پر بعض حضرات کو اشتباہ ہوا۔

(۲)......محیط سرخسی/رضوی کے مصنف کا نام محمد بن محمد بن محمد رضی الدین سرخسیؒ ہے، جب کہ شمس الائمہ سرخسیؒ الگ

ہیں، جن کا پورا نام محمد بن احمد بن ابی سہل ابوبکر شمس الائمہ سرخسیؒ ہے، شمس الائمہ سرخسی کی "المحیط" نام سے کوئی تصنیف نہیں، لہٰذا صاحب کشف الظنون کا محیط رضوی کا مصنف شمس الائمہ سرخسی کو قرار دینا غلط بھی ہے اور باعث حیرت بھی!

(۳)......محیط برہانی کا شمار اپنے زمانہ تالیف سے لے کر آج تک ان کتب میں ہوتا ہے جو نایاب ہیں، علامہ ابن نجیمؒ اور علامہ قرشیؒ وغیرہ حضرات بھی اس کتاب کے مطالعہ سے محروم رہے ہیں، "المحیط" نام کی جو کتاب متداول رہی ہے وہ محیط رضوی ہے، اس بناء پر بھی بعض حضرات کو غلط فہمی واقع ہوئی کہ محیط برہانی کو علامہ رضی الدین سرخسیؒ کی تالیف سمجھ لیا گیا۔

(۴)......کتب فقہ میں جب بھی مطلقاً "المحیط" کہا جائے یا "المحیط الکبیر" بولا جائے تو اس سے مراد "المحیط البرھانی" ہوتا ہے۔ لہٰذا "المحیط الکبیر" سے "محیط سرخسی" مراد لینا غلط ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: الفوائد البھیة: ص ۱۸۹ تا ۱۹۱ اور ص ۲۴۶)

کتب فقہ میں محیط برہانی کا مقام:......محیط برہانی کا شمار فقہ حنفی کی اہم کتب اور بنیادی مراجع میں ہوتا ہے، اس کی اہمیت اور قابل اعتماد ہونے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ فقہ حنفی کی کوئی بھی کتاب محیط برہانی کے تذکرے اور حوالے سے خالی نہیں، صرف "فتاویٰ عالمگیریہ" (جو فقہ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا اور مراجع میں سے ہے) کی جلد اول میں ۵۰۰ سے زیادہ مسائل میں محیط برہانی کا حوالہ مذکور ہے۔ "فتاویٰ تاتارخانیہ" کے صفحات محیط برہانی کے حوالے سے بھرے پڑے ہیں اور صاحب فتاویٰ محیط برہانی کے حوالے کی طرف اشارہ کرنے کے لیے "م" کا رمز استعمال کرتے ہیں۔

"صاحب قنیة" نے بھی محیط برہانی سے خوب استفادہ کیا ہے اور اس کے حوالے کے لئے "بم" کا رمز مقرر کیا ہے۔ ان چند کتب کے علاوہ فقہ کے دیگر اہم مراجع "البحر الرائق، درمختار، ردالمختار" وغیرہ محیط برہانی کے حوالوں سے بھرے پڑے ہیں۔

ان تمام کتب فقہ میں محیط برہانی کے حوالوں کا اس کثرت کے ساتھ ہونا اس کتاب کے مستند ہونے کی دلیل ہے اور یہ اس بات پر شاہد ہیں کہ ہر دور میں علماء و فقہاء نے اس کتاب سے عام مطبوع نہ ہونے کے باوجود بھرپور استفادہ کیا ہے۔

حاجی خلیفہ، کشف الظنون میں "ذخیرۃ الفتاویٰ" کے تعارف میں لکھتے ہیں: "ذخيرة الفتاوى للإمام برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيزا بن عمرابن مازه البخاري، المتوفى: ٦١٦هـ، اختصرها من كتابه المشهور بـ "المحيط البرهاني" كلاهما مقبولان عند العلماء". (كشف الظنون: ١/٨٢٣-٨٢٤) یعنی "ذخیرۃ الفتاویٰ" فقہ حنفی کی مشہور کتاب "المحیط البرھانی" کا اختصار ہے اور یہ دونوں کتابیں اہل علم کے ہاں مقبول ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنویؒ محیط برہانی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "منحني الله تعالى مطالعته فرأيته كتابًا نفيسًا مشتملًا على مسائل معتمدة متجنبًا عن المسائل الغريبة الغير المعتبرة، ورأيته ليس جامعًا للرطب واليابس، بل فيه مسائل منقحة وتفاريع مرصعة". (الفوائد البهية: ص ١٩٠)

المحیط البرہانی پر تنقید اور اس کی حقیقت:......علامہ ابن نجیمؒ اور علامہ ابن عابدین شامیؒ وغیرہ حضرات نے محیط برہانی کو

غیر معتبر کتب فقہ میں شمار کیا ہے اور اس سے فتویٰ دینے سے منع کیا ہے، جس سے عام طور پر ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ جب ابن نجیم اور ابن عابدین جیسے فقہاء اس کتاب کو غیر معتبر قرار دے رہے ہیں تو اس کتاب میں ضرور کوئی نقص ہوگا۔
اس اعتراض کی اصل حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات نے اس کتاب سے جو فتویٰ دینے سے منع کیا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ یہ کتاب غیر معتبر اور غیر مفتی بہ مسائل کا مجموعہ ہے بل کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب وقت تالیف سے نایاب تھی اور نایاب اور غیر موجود کتب سے فتویٰ دینا اصول افتاء کے خلاف ہے۔

علامہ عبدالحئ لکھنوی "الفوائد البهية" میں اس شبہ اور اس کا جواب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قال ابن نجيم المصري صاحب الأشباه في رسالته التي ألّفها في صورة وقف،اختلف الأجوبة فيها رادًا على بعض المخالفين المستندين بمسألة مذكورة في المحيط البرهاني: إنه نقلها من المحيط البرهاني،وقد قال ابن أمير الحاج في شرح منية المصلي: إنه مفقود في ديارنا،وعلى تقدير أنه ظفر به دون أهل عصره لم يحل النقل منه، ولا الإفتاء عنه، صرّح به في فتح القدير من كتاب القضاء أنه لا يحل النقل من الكتب الغريبة، وقد رأيت هذه العبارة بعينها و حروفها في المحيط الرضوي،فأخذها منه ،ونسبها إلى البرهاني ظنًا منه أنه لا يطلع على كذبه أحد...... الخ.(ص: ١٩٠)

اسی طرح علامہ لکھنوی" خود ابتداً محیط برہانی سے فتویٰ دینے کے قائل نہیں تھے اور اس کو غیر معتبر کتب فقہ میں شمار کرتے تھے، لیکن جب آپ نے خود اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اصل حقیقت پر مطلع ہوئے تو اپنے سابقہ قول سے رجوع کر لیا، آپ خود فرماتے ہیں: "ومن هذا القسم :المحيط البرهاني،فإنّ مؤلفه وإن كان فقيهًا جليلًا معدودًا في طبقة المجتهدين في المسائل لكنهم نصوا على أنه لا يجوز الإفتاء منه،لكونه مجموعًا للرطب واليابس". آگے اپنے اس سابقہ قول سے رجوع کرتے ہوئے حاشیہ میں فرماتے ہیں: "قد وفقني الله تعالى بعد كتابة هذه الرسالة بمطالعة المحيط البرهاني فرأيته ليس جامعًا للرطب واليابس،بل فيه مسائل منقحة وتفاريع مرصعة،ثم تأمّلت في عبارة فتح القدير وعبارة ابن نجيم فعلمتُ أن المنع من الإفتاء منه ليس لكونه جامعًا للغث والسمين ،بل لكونه مفقودًا نادر الوجود في ذلك العصر،وهذا أمر يختلف بحسب اختلاف الزمان فليحفظ هذا."(النافع الكبير: ص ٢٨الفوائد البهية : ص٢٠٦)

ہمارے اس دور میں یہ کتاب چوں کہ عام طبع ہو چکی ہے، لہٰذا اب اس کتاب سے فتویٰ دینے سے کوئی رکاوٹ اور مانع موجود نہیں، البتہ اگر کوئی مسئلہ اصول افتاء یا قواعد فقہ کے خلاف ہو تو الگ بات ہے۔

صاحب محیط برہانی کا اسلوب نگارش:...... عام طور پر اکثر کتب فقہ کسی نہ کسی متن کی شرح ہیں، جس کی بنا پر شارحین کو اصحاب متون کے انداز اور طریقہ کار کا تابع اور محتاج بن کر رہنا پڑتا ہے، وہ اپنی جانب سے کسی بحث اور باب وغیرہ کا اضافہ نہیں کر سکتے، جیسا کہ اکثر کتب فقہ متداولہ شامی، البحر الرائق، بدائع الصنائع، ہدایہ اور فتح القدیر وغیرہ کی مثال

ہمارے سامنے ہے۔ اصحاب متون کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ اگرچہ باب کے تمام مسائل کو ذکر کرتے ہیں لیکن تطویل سے بچتے ہوئے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہیں، جس کی بناء پر شارحین ان مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں لگ جاتے ہیں اور اصحاب متون کی قید میں مقید رہتے ہیں۔

جب کہ محیط برہانی کا معاملہ ایسا نہیں، کیوں کہ یہ ایک مستقل تصنیف ہے، جس کی بناء پر مصنف ؒ کسی دوسری کتاب یا مصنف کے مقید اور تابع نہیں، بل کہ مسائل کے ذکر کرنے میں اور مباحث کی ترتیب وتہذیب میں آزاد وخود مختار ہیں، اسی آزادی کا نتیجہ ہے کہ اس کتاب میں بعض ایسے اہم مباحث ومسائل اور نادر جزئیات موجود ہیں جن سے دوسری کتب فقہ خالی ہیں۔

یہ کتاب چوں کہ فقہ حنفی کی ہے اور مصنف ؒ کا مقصد بھی فقہ حنفی کی کتب فقہ کے مسائل کو یکجا کرنا تھا، لہٰذا آپ نے اپنی ساری توجہ فقہ حنفی کے اصول وفروع اور ان کے دلائل کے ذکر کرنے پر مرکوز رکھی اور دیگر مذاہب کے اختلافی مسائل ذکر کرنے سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے۔

کتاب کا اسلوب وانداز دیگر کتب فقہ کی طرح ہے، سب سے پہلے مصنف ؒ "کتاب" کا عنوان قائم کرتے ہیں، پھر ہر کتاب کے تحت مختلف فصل قائم کرتے ہیں، اور پھر ان فصلوں کو انواع پر تقسیم کرتے ہیں، مثلاً: "كتاب الطهارات ،...... هذا الكتاب يشتمل على تسعة فصول: الفصل الأول في الوضوء،...... هذاالفصل يشتمل على أنواع: نوع منه في فرائضه...... نوع منه في تعليم الوضوء ......وغیرہ۔"

مسائل کے ذکر کرنے کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے کتب ستہ ظاہر الروایۃ کے مسائل ذکر کرتے ہیں، پھر کتب نوادرات کے مسائل بیان کرتے ہیں، اس کے بعد فتاویٰ اور واقعات کا ذکر کرتے ہیں، ساتھ ساتھ فقہی فوائد اور نکات بھی بیان کرتے ہیں۔

کتاب کا مطبوعہ نسخہ اور اس کی خصوصیات:...... اس وقت ہمارے پیش نظر محیط برہانی کا وہ نسخہ ہے جو مولانا نعیم اشرف نور احمد کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی نے چھاپا ہے، یہ کل ۲۵ جلدوں پر مشتمل ہے، آخری دو جلدیں (۲۴،۲۵) فہرست پر مشتمل ہیں، جلد اول کے شروع میں محقق کے قلم سے تقریباً ۱۵۶ صفحات پر مشتمل ایک وقیع اور گراں مقدمہ ہے۔ یہ مقدمہ چار فصلوں پر مشتمل ہے: پہلی فصل میں فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے مراحل کا ذکر ہے۔ دوسری فصل میں صاحب محیط کے مکمل حالات زندگی، علمی کارناموں، آپ کے اساتذہ اور تصانیف کا ذکر ہے۔ تیسری فصل میں محیط برہانی کا مکمل تعارف پیش کیا گیا ہے۔ چوتھی فصل میں ان تمام مشائخ وفقہاء کا مختصر تعارف و تذکرہ پیش کیا ہے جن سے صاحب محیط نے اپنی اس تالیف میں استفادہ کیا ہے اور آخر میں خاتمہ کے عنوان سے محقق نے اپنا منہج تحقیق اور محیط برہانی کے نسخوں کا تعارف کرایا ہے۔

کتاب پر تحقیق و تعلیق کے وقت محقق کے پیش نظر پانچ نسخے تھے،ان پانچ نسخوں میں انہوں نے "مکتبہ الاوقاف العامہ، موصل ، بغداد'' والے نسخے کو بنیاد بنا کر تحقیقی و تعلیقی کام کیا ہے، کیوں کہ یہ نسخہ دیگر نسخوں کے مقابلے میں مکمل ہے، یہ نسخہ بڑے سائز کی چار جلدوں اور 5241 صفحات پر مشتمل ہے۔اس نسخے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے محقق ''الاصل'' کا رمز استعمال کرتے ہیں۔اس کے علاوہ جو مزید چار نسخے محقق کے پیش نظر رہے ہیں،ان میں دوسرا نسخہ ''مظاہر العلوم سہارنپور، انڈیا'' میں موجود ہے، یہ نسخہ 8 جلدوں میں 5000 صفحات پر مشتمل ہے،اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ''ظ'' کا رمز استعمال کرتے ہیں۔تیسرا نسخہ'' مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ'' میں موجود ہے، یہ مکمل نسخہ 1388 صفحات پر مشتمل ہے،اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ''م'' کا رمز استعمال کرتے ہیں، چوتھا نسخہ ''کتب خانہ فاضلہ اسلام آباد'' میں موجود ہے، یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، جلد اول ناقص اور جلد ثانی مکمل ہے،اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ''ف'' کا رمز استعمال کرتے ہیں۔پانچواں نسخہ'' مکتبہ مجلس الدعوۃ والتحقیق الاسلامی، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی'' میں موجود ہے، یہ نسخہ ناقص ہے، 1569 صفحات پر مشتمل ہے،اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ''ب'' کا رمز استعمال کرتے ہیں۔

محقق نے نسخوں کے درمیان تقابل اور حاشیہ میں ان کے درمیان اظہار فرق کے علاوہ کتاب پر درج ذیل تحقیقی و تعلیقی کام کئے ہے:

(۱)......اصل مراجع اور ماخذ کی طرف رجوع کر کے منقولہ عبارت و مسائل کا تقابل کیا اور ان کی تصحیح کی ہے۔(۲)......جہاں کہیں مسئلہ میں لفظی یا فقہی لغزش نظر آئی تو اس پر استدراک لکھا اور حاشیہ میں اس کی وضاحت بھی کی۔(۳)......کتاب میں جہاں کہیں بیاض (خالی جگہ) تھی اور اس کے بیان کئے بغیر بات کو سمجھنا مشکل تھا، وہاں اصل مراجع سے رجوع کر کے بیاض کی عبارت مربع قوسین[ ] میں لکھ دی ہے اور حاشیہ میں اس کا حوالہ پیش کیا ہے۔(۴)......قرآنی آیات کے حوالے اور احادیث مبارکہ کی تخریج کی گئی ہے۔(۵)......اہم مسائل پر ترتیب وار نمبر لگائے گئے ہیں۔(۶)......آخری دو جلدوں میں مسائل کی کتاب، فصل اور نوع کے اعتبار سے جامع فہرست پیش کی گئی ہے، جس سے مسائل کا تلاش کرنا بالکل آسان ہوگیا ہے۔

غرض یہ کہ محیط برہانی کی ماشاء اللہ یہ ایسی خدمت ہے کہ اس پر محقق و ناشر اہل علم کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔وقت تحریر سے لے کر آج تک اس شاندار انداز میں اس کتاب کی اشاعت نہیں ہوئی تھی، تقریباً مصنف کے زمانہ تصنیف سے آج ایک ہزار سال بعد اس عظیم الشان انداز میں یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آئی ہے، محقق موصوف نے اس کتاب کی تحقیق تعلیق میں پندرہ سال محنت کی ہے،ان کی یہ خدمت علماء و فقہائے اسلام کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل ہے۔

فجزی اللہ تعالیٰ عنا و عن جمیع المسلمین احسن الجزاء

☆......☆......☆